معصوم جذبات کی ترجمانی کرتی ہوئی یہ تحریر آپ کو بہت متاثر کرے گی

وہ ایک کم عمر لڑکا تھا۔ اُسے پنجرے میں قید ایک شیر سے ہمدردی ہوگئی۔ بس پھر کیا تھا اُس نے شیر کو آزاد دُنیا کی سیر کرانے کا پروگرام بنایا اور شیر کو شہر کے بازار میں لے آیا جہاں ایک قیامت آگئی۔

بہی خواہ

علیم شام

ٹم چھوٹے سے اس مجمعے میں الگ تھلگ سا کھڑا تھا۔ وہ اُس شخص کی آمد کا منتظر تھا، جس کا نام اسے معلوم نہیں تھا۔ مگر اس نے اپنے طور پر اُسے نام دے ڈالا تھا ـــــ خلیفہ۔ یہ نام اُس کے لئے بے حد موزوں تھا۔

ٹم ایسا بچہ تھا، جو لڑکپن کی سرحد کے قریب کھڑا تھا۔ اس کے بدن پر سُرخ جرسی اور نیلا نیکر تھا۔ نیکر میں پیوند لگا تھا۔ اس کے پیر موزوں اور جوتوں سے محروم تھے۔ وہ موسم گرما تھا۔ مٹی بے حد گرم تھی۔ اس کے پیر جل رہے تھے۔ اسی لئے وہ بار بار پہلو بدل رہا تھا۔

اسے سرکس کے جانوروں کو کھانا ملتے دیکھنے کے لئے آتے وہ تیسرا دن تھا۔ سرکس بڑا نہیں تھا۔ مرکزی خیمہ بھی درمیانے سائز کا تھا۔ خیمے پر بنی ہوئی اشکال کو موسموں کے گرم و سرد نے دھندلا دیا

تھا۔

ٹم سرکس دیکھنے کے لئے اندر آج تک نہیں جاسکا تھا۔اس کے پاس رعایتی ٹکٹ تک خریدنے کے لئے رقم نہیں تھی۔تاہم تین دن سے یہ اُس کا معمول تھا کہ وہ باقاعدگی سے آتا اور خاموشی سے خیمے کے باہر پُرامید انداز میں کھڑا جانوروں میں غذا تقسیم ہوتے دیکھتا۔لیکن اب تک اسے ایسا کوئی مہربان نہیں ملا تھا' جو اس کی آنکھوں میں شوق کی چمک دیکھتا اور اسے اپنے ساتھ اندر لے جانے کی پیشکش کرتا۔بلکہ اگر وہ راستے میں کھڑا ہوتا تو اندر جانے والے جھنجلاہٹ بھری بے رحمی سے اسے ایک طرف ہٹاتے اور اندر چلے جاتے۔

بہرحال جانوروں کو کھانا ملتے دیکھنے پر ٹکٹ نہیں تھا۔اس کی کھلی اجازت تھی۔جس کا جی چاہے آئے' اور یہ تماشا دیکھے۔جانور بھی زیادہ نہیں تھے۔ایک چیتا' ایک شیرنی' چند بندر اور سیمسن۔

سیمسن شیر تھا۔ٹم ہمیشہ اُسی کے پنجرے کے قریب کھڑا ہوتا۔پنجرا زیادہ بڑا نہیں تھا۔بس اتنا تھا کہ شیر اس میں بہ مشکل رہ سکتا تھا۔ٹم اس پنجرے کی تنگی کو محسوس کرتا اور اس کا دم گھٹنے لگتا۔اسے اپنی پسلیاں چبھتی محسوس ہوتیں۔سیمسن ویسا شیر نہیں تھا جیسا تصویری کتابوں میں نظر آتا ہے۔اس کے گردن کے بال بھی گھنے نہیں تھے ــــــ بلکہ تقریباً جھڑ چکے تھے۔البتہ سر پر اور کانوں کے قریب کچھ بال اب بھی موجود تھے۔وہ دہاڑتا بھی نہیں تھا۔اسے بہت زیادہ ستایا جاتا تو وہ نیم دلی سے دھیمی آواز میں غرا کر رہ جاتا۔تصویروں والے شیروں کی طرح اس کی دُم بھی جھاڑیوں کی طرح گھنی نہیں تھی۔بلکہ اُس کی مہرے دار ہڈیاں صاف نظر آتی تھیں۔وہ موٹا بھی نہیں تھا۔ہڈیوں کا پنجر معلوم ہوتا تھا۔

ٹم کو سیمسن بہت اچھا لگتا تھا۔وہ خوفناک آنکھوں والے چیتے کے مقابلے میں سیمسن کی قربت کو ترجیح دیتا تھا۔حتیٰ کہ اسے بندر بھی اتنے اچھے نہیں لگتے تھے حالانکہ وہ زبردست تفریح فراہم کرتے تھے۔

دوسرے بچے میدان کے اُفتادہ ترحصے کی طرف دوڑ گئے۔

"غلیظ" اپنی بالٹی سمیت نمودار ہوا۔بالٹی میں کچا گوشت ہوتا تھا۔بالٹی کے کناروں پر خون لگا ہوتا تھا ــــــ جما ہوا پرانا خون ــــــ اور تازہ خون بھی۔غلیظ کو اور اس کی بالٹی کو دیکھ کر ہمیشہ کی طرح ٹم کے جسم میں ناپسندیدگی کی لہر دوڑ گئی۔

غلیظ مختصر الوجود تھا۔اس کے بال بے حد سیاہ تھے ــــــ شیطان کے دل کی طرح ــــــ اور حجامت کو ترسے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔اس کی قمیص کا کالر بے حد میلا تھا۔گلے میں سرخ ٹائی تھی' جو بے حد چکنی ہوئی تھی۔اُس کے ایک ہاتھ میں ڈنڈا تھا' جس کے سرے پر اسٹیل کا چمچہ سا تھا۔

غلیظ کو دیکھتے ہی ٹم کو اپنے پیٹ میں گرہیں سی پڑتی محسوس ہوئیں۔ایسا ہمیشہ ہی ہوتا تھا۔غلیظ نے پہلے چیتے کے پنجرے کے دروازے کی ننھی کھڑکی کھول کر اس کے سامنے گوشت ڈالا اور پھر اسی طرح شیرنی کو گوشت دیا۔وہ ان دونوں سے ہمیشہ اچھی گفتگو کرتا تھا ــــــ پیار بھری۔چیتے اور شیرنی نے گوشت کے ٹکڑے پنجوں میں دبائے اور کھانے میں مصروف ہو گئے۔

ان کے بعد غلیظ سیمسن کی طرف متوجہ ہوا۔اب وہ معمول کے مطابق اپنی حرکتیں شروع کرنے والا تھا۔لیکن اس سے پہلے ہی ٹم سیمسن کی طرف متوجہ ہوا اور بولا "اس کی باتوں کی پروامت کرنا سیمسن۔یہ بہت بے پروا اور بداخلاق آدمی ہے۔"

ایسا لگا' جیسے سیمسن نے اس کی بات سمجھ لی ہے۔اس نے سر گھما کر ٹم کو دیکھا' پلکیں جھپکائیں اور پھر گویا جاگتی آنکھوں خواب دیکھنے میں منہمک ہو گیا۔نہ چاہنے کے باوجود ٹم غلیظ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

غلیظ چند گز دور تھا۔اب وہ بندروں کی طرح بیٹھ کر چل رہا تھا۔حالانکہ ایک ہاتھ میں بالٹی اور دوسرے میں بڑا سارا چمچا ہونے کی وجہ سے یہ کام خاصا دشوار تھا۔بچے اس کے گرد اکٹھا ہو گئے۔وہ اس کے مسخرے پن میں دلچسپی لے رہے تھے ــــــ قہقہے لگا رہے تھے۔

"یہ ہے جنگل کا خطرناک ترین جانور" غلیظ نے کتے کی طرح ناک سے سیمسن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "ابھی یہ تازہ تازہ افریقہ کے جنگل سے لایا گیا ہے۔اس کی آنکھوں کی سرخی تو دیکھو۔دیکھو تو ــــــ کیسے پنجے پھیلاتا ہے۔اس کے قریب ذرا احتیاط سے جانا۔یہ سلاخ کے باہر بھی پانچ فٹ تک ہاتھ بڑھا سکتا ہے۔ہشیار رہنا اس سے "اسی طرح مضحکہ اڑاتے ہوئے وہ گھوم گھوم کر مسخرا پن بھی کرتا رہا۔ٹم بے حد بے زاری اور کراہت سے اسے دیکھتا رہا۔وہ جانتا تھا کہ اب بالٹی میں گوشت کے بڑے اور اچھے ٹکڑے نہیں ہیں۔وہ پہلے ہی چیتے اور شیرنی کو دیے جا چکے تھے۔سیمسن بے چارے کو تو بس بچا کھچا ملتا تھا۔

دوسرے بچے غلیظ کے مسخرے پن سے خوش ہو رہے تھے۔انہوں نے اس کی نقلیں اتارنا' بندروں کی طرح چاروں ہاتھ پیروں پر چلنا اور قہقہے لگانا شروع کر دیا۔پھر غلیظ پنجرے کی طرف لپکا۔اس نے چمچا پنجرے میں ڈالا اور اس سے سیمسن کے ضرب لگائی۔شیر ایک طرف ہٹ گیا۔دہاڑنا تو درکنار' وہ غرایا بھی نہیں۔لیکن اس کے کھسکنے کے لئے پنجرے میں جگہ ہی نہیں تھی۔

ٹم کا جی چاہا کہ سیمسن کسی طرح دہاڑے ــــــ اس کی خاطر ہی سہی۔اس ایک دہاڑ کے عوض وہ شیر کو اپنے کپڑے بھی دے سکتا تھا۔حالانکہ وہ اس کے دو جوڑوں میں سے ایک تھا۔لیکن شیر نہیں دہاڑا۔اسے غصہ نہیں آیا۔

"دیکھا تم لوگوں نے۔سنی اس کی دہاڑ!" غلیظ نے پھر سیمسن کا مضحکہ اڑایا "یہ اپنی دہاڑ سے مُردوں کو بھی جگا سکتا ہے۔یہ ــــــ یہ بہت خوں خوار جانور ہے۔لیکن اس سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔یہ دیکھو؟" اس نے بالٹی اور چمچا نیچے رکھا۔پھر وہ مسخرے پن سے اچھلتا ہوا پنجرے کے عقبی حصے کی طرف گیا اور سیمسن کی دم پکڑ کر پوری قوت سے کھینچی۔بے چارہ شیر سلاخوں سے جا لگنے پر مجبور ہو گیا۔

"دیکھا تم نے" اب غلیظ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا "یہ واحد خوں خوار جانور ہے' جسے قید میں رکھ کر اس کی دُم بھی کھینچی جا سکتی ہے۔اب تم دیکھنا' یہ غصہ ور جانور غیظ و غضب سے پاگل ہو جائے گا۔دیکھتے رہو ــــــ یہ پنجرے کو توڑ پھوڑ کر رکھ دے گا۔"

ٹم کے ناخن اس کی ہتھیلیوں میں گڑے جا رہے تھے۔غم و غصے سے اس کا حال برا ہو گیا تھا۔مگر وہ ضبط کرنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

سیمسن تھکے تھکے انداز میں سیدھا ہوا۔اس نے پچھلے پیروں کے بل کھڑے ہونے کی کوشش کی۔لیکن پنجرے کی اونچائی اتنی نہیں تھی۔اس نے زور لگا کر اپنی دُم چھڑانے کی کوشش کی۔پھر وہ بری طرح لڑکھڑایا۔کیونکہ غلیظ نے اچانک ہی اس کی دم چھوڑ دی تھی۔سیمسن کا سر سامنے والی سلاخوں سے ٹکرایا۔لیکن اس نے اس بار بھی برہمی کا اظہار نہیں کیا۔

ٹم سوچتا رہا۔اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ شاید یہ بوڑھا ہو گیا ہے۔اگر یہ جوان ہوتا تو غلیظ کو اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کی کبھی جرات نہ ہوتی۔اس نے تصور میں سیمسن اور غلیظ کو کھلے جنگل میں ایک دوسرے کے مدِ مقابل دیکھا۔غلیظ' سیمسن کے سامنے گھگھیا رہا تھا۔وہ جنگل کے بادشاہ سے بدتمیزی کرنے کی جرات بھی نہیں کر سکتا تھا۔اگر وہ ایسی کوئی حرکت کرتا تو سیمسن اس کے چیتھڑے اڑا دیتا۔

یہ سب کچھ سوچ کر ٹم کو ایک انجانی خوشی کا احساس ہونے لگا۔

غلیظ اب اپنے ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "میں نے ہر براعظم' ہر خطے کے شیر کی دُم پکڑ کر کھینچی ہے۔لیکن ایسا غصہ ور اور خوں خوار شیر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔خاص طور پر راتب ملتے وقت یہ بہت زیادہ خوں خوار ہو جاتا ہے۔" غلیظ کا لہجہ طنزیہ تھا۔وہ لفظ سعادت مند کی جگہ طنزیہ لہجے میں خوں خوار کہہ کر سیمسن کا مذاق اڑا رہا تھا۔

پھر اس نے سیمسن کے پنجرے کے دروازے کی ننھی کھڑکی کھولنے کے بجائے پورا دروازہ کھول دیا۔ٹم نے دل ہی دل میں دعا کی کہ سیمسن جھپٹا مار کر غلیظ کا گلا دبوچ لے۔لیکن اس کی دعا قبول نہیں ہوئی۔غلیظ نے سیمسن کے سر پر چمچا مارا۔آواز سے ہی اندازہ ہوتا تھا کہ چمچا سیمسن کے بہت زور سے لگا ہو گا۔مگر سیمسن نے محض پلکیں جھپکائیں اور آخری حد تک پسپا ہو گیا۔

"آج تو یہ سر سے کھیلنے کے موڈ میں بھی نہیں ہے۔" غلیظ نے بچوں سے کہا پھر سیمسن سے بولا "جنگل کے بادشاہ ــــــ یہ رہا تیرا راتب" یہ کہہ کر اس نے بالٹی کو سیمسن کے سر پر الٹ دیا۔گوشت کے کچھ ٹکڑے سیمسن کے منہ پر چپکے رہ گئے۔وہ بے حد مضحکہ خیز لگنے لگا۔

تماشا دیکھنے والے ہنستے ہنستے پاگل ہوئے جا رہے تھے۔شیر نے جھرجھری سی لی۔اس کے منہ پر لگے ہوئے گوشت کے ٹکڑے زمین پر گر گئے۔

غلیظ نے بڑی نفرت سے' زوردار آواز کے ساتھ پنجرہ دروازہ بند کر دیا۔"پوہ ــــــ کیسا بزدل اور منحوس شیر ہے" اس نے تماشائیوں سے کہا "اس سے تو اچھے بندر ہیں۔چلو بندروں کی طرف چلتے ہیں۔"

تماشائی بچے غلیظ کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ایک بچے نے رک کر شیر کی دم پکڑی اور اسے زوردار جھٹکا دیا۔پھر اس نے جلدی سے دُم چھوڑ دی اور خوشی سے چیختا ہوا بندروں کی طرف بڑھنے والے بچوں میں جا ملا۔"اے ــــــ اے مسٹر! میں نے بھی اُس کی دم کھینچ لی۔" اس نے فخریہ لہجے میں غلیظ کو بتایا۔

غلیظ نے اس کے سر کو تھپکتے ہوئے کہا "تم بڑے ہو کر یقیناً شیروں کو سدھانے کے ماہر ثابت ہو گے۔دیکھ لینا۔"

اس بات پر سب ہنس پڑے۔

ٹم سیمسن کی طرف دیکھتا رہا "سنو ــــــ ان کا یہ مطلب نہیں تھا۔" اس نے شیر کو چمکارتے ہوئے کہا "اور ہو بھی تو تم ان کے

کہنے کی کوئی پروا مت کیا کرو۔ کسی دن قلیٹو مر جائے گا اور تمہارا اس سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔"

اسے اپنی آنکھوں میں جلن محسوس ہونے لگی۔ پھر آنسوؤں کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس نے سوچا، شاید ابھی میں چھوٹا ہوں ـــــ ان بچوں کی طرح جو بلی کے بچے کو پانی میں ڈوب کر مرتا دیکھ کر رونے لگتے ہیں۔

بیسن اب اپنا چہرہ صاف کر رہا تھا۔ اس کام میں اسے کچھ دیر لگی۔ پھر اس نے بچے پڑا ہوا گوشت سونگھا۔ مگر اسے گوشت پسند نہیں آیا۔ اس نے سر اٹھایا اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔

یہی وہ لمحہ تھا کہ ٹم کے دل میں ایک خیال جاگا۔ بیسن بیمار تھا شاید۔ یہ بات وہ جانتا تھا کہ بیسن سے سرکس میں بھی کام نہیں لیا جاتا۔ چیتے اور شیرنی کا کھیل ہر شو میں دکھایا جاتا تھا۔ البتہ بیسن کو افزائش نسل کے لئے استعمال کرنے کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔

بیسن کی بیماری کے خیال کے فوراً بعد ٹم کو قصبے کے باہر والے جنگل کا خیال آیا۔ وہاں ایک پہاڑی نالہ بھی بہتا تھا۔ جنگل بہت بڑا تھا۔ دن میں وہ دھوپ میں نہایا رہتا تھا۔ اگر بیسن کسی طرح وہاں پہنچ جائے تو خود کو گھر میں محسوس کرے گا۔ درختوں پر چہچہانے والی چڑیاں اسے گیت سنائیں گی ـــــ اور پھر وہ صحت یاب ہو جائے گا۔ پھر وہ دہاڑا کرے گا۔ کوئی اسے تنگ نہیں کر سکے گا ـــــ قلیٹو بھی نہیں۔

یہ خیال آتے ہی ٹم نے ہاتھ بڑھایا اور خاصی دیر زور لگانے کے بعد پنجرے کے دروازے کا بولٹ گرا دیا۔ اس کے لئے اُسے بہت زیادہ اُچکنا پڑا تھا۔ خاصی دشواری ہوئی تھی۔ بہرحال اس نے دروازہ کھول دیا۔

"آؤ بیسن، آجاؤ۔" اس نے شیر کو پکارا "میں تمہیں ایک ایسی جگہ لے چلوں گا، جو تمہیں پسند آئے گی۔ وہ تمہارا افریقہ کا جنگل تو نہیں ہوگا۔ لیکن بڑی حد تک اس جیسا ہی ہوگا۔ آؤ بیسن پلیز ـــــ اس سے پہلے کہ کوئی آئے، میرے ساتھ چلے چلو۔"

لیکن بیسن پنجرا چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

ٹم نے جھک کر ہاتھ بڑھایا اور شیر کی گردن کے چھدرے بالوں کو گرفت میں لے کر اسے کھینچا۔

بیسن نے مزاحمت کی۔ مگر پھر کھنچا چلا آیا۔

باہر نکل کر شیر کچھ دیر کھڑا رہا۔ زمین اسے اجنبی لگ رہی تھی۔ ٹم نے اسے پھر کھینچا اور وہ سعادت مندی سے اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ ٹم کے ننھے ہاتھ کی گرفت اس کی رہنمائی کر رہی تھی۔ وہ گیٹ کی طرف بڑھتے رہے اور بالآخر سڑک پر آگئے۔

وہ خاموشی سے سڑک کے وسط میں چلتے رہے۔

قصبے کے لوگ اپنی سڑکوں پر عجوبے دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ان میں لوگ بھی شامل ہیں اور جانور بھی۔ رسّا تڑا کر بھاگے ہوئے گھوڑے تو قصبوں کی سڑکوں پر اچھی خاصی ہیرو کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔ قصبے والوں کو ہاتھی دیکھنے پر بھی کوئی پریشانی نہیں ہوتی، بشرطیکہ وہ سرکس سے متعلق اور سرکس کے ساتھ ہوں۔

لیکن وہ قصبے کے لئے خریداری کا دن تھا۔ سڑک پر بہت زیادہ ہجوم تھا۔ موٹریں، لاریاں، گدھا گاڑیاں اور گھوڑا گاڑیاں اپنی اپنی رفتار سے سفر کر رہی تھیں۔ اس لحاظ سے صورتِ حال اور دنوں کے مقابلے میں خاصی مختلف تھی۔

جس ہستی نے لڑکے اور شیر کے عجیب جوڑے پر پہلی نظر ڈالی، وہ ایک موٹی عورت تھی، جس کے ہاتھ میں سامان سے لدی ایک باسکٹ تھی۔ اس نے پہلی نظر پر اعتبار نہیں کیا اور لڑکے اور شیر پر دوسری نظر ڈالی۔ اس بار اس کا ردِ عمل زوردار تھا۔ اس کا منہ کھلا اور ہاتھ سے باسکٹ چھوٹ گئی۔ اس کے بعد اُس نے زوردار چیخ ماری ـــــ اور پلٹ کر چیختی ہوئی بھاگی۔ سرپٹ بھاگنا اس کی موٹی ٹانگوں کے بس میں نہیں تھا۔ ایسے میں لوگوں کو اس کی طرف متوجہ ہونا ہی تھا۔

"شیر ـــــ شیر ـــــ شیر ـــــ" عورت ہذیانی انداز میں چیخے جا رہی تھی۔

بعد میں ہر شخص نے اس غیر فطری اور غیر ضروری بھگدڑ اور افرا تفری کی ذمے داری موٹی عورت اور اس کے واویلا پر ڈال دی۔ ہر شخص کا کہنا یہی تھا کہ اگر موٹی عورت نے شور نہ مچایا ہوتا تو لڑکے اور کھلے شیر کی طرف کوئی ایک شخص بھی متوجہ نہ ہوتا۔ ممکن ہے، یہ درست ہو لیکن بات سمجھ میں آنے والی نہیں۔ آپ کسی سڑک پر چل رہے ہوں اور سامنے سے آپ کو ایک شیر اپنی طرف آتا دکھائی دے تو آپ کا ردِ عمل کیا ہوگا۔ کم از کم آپ کسی سے اس سلسلے میں استفسار کی زحمت ہرگز نہیں کریں گے۔ آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے، حلق خشک ہو جائے گا اور آپ یقینی طور پر سمت کا تعین کئے بغیر، سرپٹ بھاگ اٹھیں گے ـــــ اپنے تحفظ کے لئے۔

اس موقعے پر سڑک پر موجود ہر شخص پر یہی کچھ گزری ـــــ ہر شخص نے یہی کچھ کیا۔

وہ سڑک، جو لوگوں کی موجودگی سے، زندگی اور امنگوں سے معمور کسی دل کی طرح دھڑک رہی تھی، دیکھتے ہی دیکھتے یوں اجڑی اور سنسان ہوئی، جیسے اس پر موت جھپٹ پڑی ہو۔ لوگ پہلے تو کھلی دکانوں کے دروازوں کی طرف لپکے اور پہلے اندر گھسنے کی کوشش میں ایک دوسرے سے الجھ کر دروازہ بلاک کر بیٹھے۔ کچھ کاروں میں جا چھپے اور دروازے بند کر کے کھڑکیوں کے شیشے تک چڑھا لئے۔ اس کے بعد وہ خاموشی سے تماشا دیکھتے رہے۔ یہ سب تفصیل بے حد شرم ناک سہی، مگر اس کا ریکارڈ پر لایا جانا بھی ضروری ہے۔

کسی کو اپنا ہوش نہیں تھا۔ لوگ اپنے اپنے جانوروں کو، گدھوں گھوڑوں کو جہاں تہاں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جو

جانور بندھے ہوئے تھے، وہ تو بھگدڑ میں حصہ نہیں لے سکے۔ البتہ کھلے ہوئے یعنی گاڑیوں میں جتے ہوئے جانوروں نے گاڑیوں سمیت دوڑ لگا دی۔

ٹم بڑی سنجیدگی سے بیسن سے باتیں کرتا آگے بڑھتا رہا۔ اسے یہ احساس بھی نہ ہوا کہ اس نے قصبے میں کیسی ہلچل مچا دی ہے ـــــ اور وہ جہاں سے گزر رہا ہے، رونقیں ویرانی میں تبدیل ہوتی جا رہی ہیں۔ وہ بازار کی اس سڑک سے چوک کی جانب مڑ گیا۔ یہ علاقہ نسبتاً کشادہ اور کھلا تھا۔ لوگوں کو اپنے تحفظ کے بارے میں سوچنے اور پھر بھاگنے کے لئے خاصا وقت مل گیا۔

پولیس کو اس طرف متوجہ کرنے والا ایک کونسلر تھا۔ اس نے اس سلسلے میں پولیس کی خوب خبر بھی لی۔

بدقسمتی سے کونسلر کو اس کے سوا کچھ نہیں سوجھ سکا کہ زمین میں گڑی ہوئی لکڑی کی ایک بلّی پر چڑھ جائے۔ مزید بدقسمتی یہ کہ وہ اوپر تک نہیں پہنچ سکا اور درمیان ہی میں اٹک کر رہ گیا۔ کسی بلّی کے درمیان میں اٹکے رہنا ہنسی کھیل نہیں۔ وہ صرف ہاتھوں اور رانوں کی مدد سے خود کو پھسلنے سے روک رہا تھا اور یہ بہرحال کوئی آسان کام نہیں تھا۔ یہ بات زیادہ لوگوں کو معلوم نہیں ہوئی کہ کونسلر کی بیوی کئی دن تک اس کی رانوں میں چبھنے والی پھانسیں برآمد کرتی رہی تھی۔

اس تکلیف دہ پوزیشن میں ہونے کے باوجود ـــــ یا شاید اسی وجہ سے کونسلر بھاگتے ہوئے خوف زدہ لوگوں کے سامنے چیخ چیخ کر پولیس کو نااہلی پر ملعون کرتا رہا کہ پولیس کا یہ عجیب وتیرہ ہے کہ جہاں اُن کی ضرورت ہو، وہاں وہ کبھی موجود نہیں ہوتے۔ پھر اس نے دوسری منزل کی کھڑکی سے جھانکتے ہوئے ایک شہری کو للکارا۔ "یہاں کھڑے ہو کر یہ تماشا دیکھنے کے بجائے پولیس کو فون کرو۔ انہیں بتاؤ کہ یہاں سڑکوں پر ایک شیر کھلا پھر رہا ہے۔ جلدی کرو، خدا کے لئے۔"

کونسلر غصے سے پاگل ہو رہا تھا ـــــ اور اس میں تعجب کی کوئی بات بھی نہیں تھی۔ کیونکہ جب تک اسے سیڑھی میسر نہ آتی، اسے بلّی ہی پر ٹنگے رہنا تھا۔ اور وہ جس پوزیشن میں تھا، وہ بے حد تکلیف دہ سہی مگر اس کا بلّی سے اترنے میں ہاتھ پاؤں تڑوانے کا اور اپنے جسم میں مزید پھانسیں اتروانے کا خطرہ مول لینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

ادھر ٹم نے چوک پر پہنچ کر کچھ توقف کیا۔ پہلی بار اسے احساس ہوا کہ اس کی وجہ سے پورے قصبے میں بھگدڑ مچ گئی ہے۔ پھر اسے پولیس والوں کی قطار نظر آئی، جو بڑی آہستہ روی اور احتیاط کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے اس کے اور بیسن کے گرد گھیرا تنگ کر رہی تھی۔ بیسن کی گردن پر اس کے ہاتھ کی گرفت مضبوط ہو گئی۔ وہ رک گیا ـــــ اور بیسن بھی رک گیا۔ دونوں نے پولیس والوں کو دیکھا، جو اُن کی طرف بڑھے آ رہے تھے۔ بیسن

ازدواجیات

ایک خاتون اسلحے کی دکان پر گئیں تو سیلز مین نے ان کو ایک ریوالور دکھاتے ہوئے کہا "یہ چھ فائر والا، بہترین آٹومیٹک ریوالور ہے۔ میرا خیال ہے آپ یہی لے لیں۔" خاتون نے جھلا کر غصے میں کہا۔ "کیوں بکیا آپ سمجھتے ہیں، میرے چھ شوہر ہیں!"

محمد وسیم ناصر

نے سر اٹھایا۔ اس کے حلق سے ہلکی سی غراہٹ خارج ہوئی۔ بڑھتے ہوئے پولیس والے پتھر کی طرح ساکت ہو گئے۔

پولیس والوں کے پاس اسلحہ نہیں تھا۔ ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں۔ لیکن ان میں سے بیشتر کا خیال تھا کہ لاٹھی چارج شروع کرنے سے پہلے ہی شیر اُن کا تیا پانچا کر کے رکھ دے گا۔ البتہ نیلی آنکھوں والا طویل القامت انسپکٹر سمجھ دار آدمی تھا، وہ بغل میں بید دبائے بے خوفی سے لڑکے اور شیر کی طرف بڑھتا گیا۔

وہ باشعور آدمی تھا۔ شیر کے کھلے پھرنے کی اطلاع ملتے ہی اُس نے سرکس والوں کو فون کیا تھا۔ اس وقت بھی کن انکھیوں سے وہ سرکس والوں کو اس طرف پیش قدمی کرتے دیکھ رہا تھا۔ گاڑی پر سے ایک پنجرا، رسیاں اور سلاخیں اتاری جا رہی تھیں۔

"لڑکے ـــــ ذرا آرام سے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔" انسپکٹر نے ٹم سے کہا "سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن تم بھڑکو گے تو شیر بھی بھڑکے گا۔ اور اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلے گا۔ تم بس خود کو سنبھالے رکھو۔"

ٹم کا گلا خشک ہو گیا۔ وہ پولیس سے خوف زدہ تھا۔ وہ جس علاقے میں رہتا تھا، وہاں پولیس والوں کو سخت ناپسند کیا جاتا تھا۔ وہ اکثر آتے اور لوگوں کو مختلف الزامات میں پکڑ کر لے جاتے۔ پھر اسے یہ احساس بھی ہو رہا تھا کہ اس کی امیدوں کی موت واقع ہونے والی ہے۔ امیدیں قائم کرتے وقت نہ اسے یہ خیال آیا تھا کہ اسے بارونق بازار سے گزرنا پڑے گا اور نہ ہی اس نے یہ سوچا تھا کہ اسے پولیس کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔ اگر اس نے حقیقی راستہ اختیار کیا ہوتا تو اس وقت اس دشواری سے دوچار نہ ہوتا۔ وہ سوچتا رہا کہ اب بیسن کبھی جنگل نہیں دیکھ سکے گا۔ اس کا وجود اُداسی سے بھر گیا۔

انسپکٹر قریب پہنچا تو حیران رہ گیا۔ لڑکا بالکل خوف زدہ نہیں تھا۔ پھر اس نے شیر کو غور سے دیکھا اور اسے اندازہ ہو گیا کہ اس شیر سے تو کسی کو بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر بھی ـــــ کون جانے! شیر تو شیر ہی ہوتا ہے، جیسا بھی ہو۔ ویسے وہ شیر بہت بوڑھا اور کمزور تھا ـــــ ہڈیوں کا پنجر۔ مگر اس عالم میں بھی وہ لڑکے کے بلکا سا پنجہ مار دیتا تو وہ بھی لڑکے کے لئے بہت کافی تھا۔

عقب سے سرکس کے لوگ رسیاں تھامے محتاط انداز میں آہستہ آہستہ شیر کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"شیر کو چھوڑ دو ــــ اور میرے ساتھ ادھر آؤ۔" انسپکٹر نے لڑکے سے کہا۔

ٹم نے نفی میں سر ہلایا "نہیں ــــ نہیں" اس نے کہا۔ شیر کی گردن پر اس کی گرفت اور سخت ہو گئی۔

"تمہیں اس کو چھوڑنا ہی ہو گا بیٹے۔" انسپکٹر نے نرم لہجے میں کہا "تمہارے عقب میں اسے پکڑنے والے آچکے ہیں۔ اب وہ اس پر رسیاں پھینکیں گے۔ تم میرے ساتھ ادھر چلے آؤ۔"

"لیکن غلیظ کو اسے ہاتھ لگانے کی اجازت نہ دینا۔"

انسپکٹر کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ تاہم اس نے سر کو اثباتی جنبش دی۔

"وعدہ کرتے ہو؟" لڑکے نے زور دے کر کہا۔

"وعدہ" انسپکٹر نے اس سے ہاتھ ملایا۔

"الوداع سیمسن۔" ٹم نے سیمسن کی گردن محبت سے تھپتھپائی۔ پھر اس نے نظریں چرائیں۔ اگر وہ مزید چند لمحے شیر کو دیکھتا رہتا تو پھوٹ پھوٹ کر رو دیتا۔ اس نے سر جھکایا اور انسپکٹر کے ساتھ چل دیا۔

انسپکٹر نے ایک سرد آہ بھری اور ٹم کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ کچھ فاصلے پر جا کھڑے ہوئے۔ انسپکٹر شیر پر رسیاں پھینکی جاتے دیکھتا رہا۔ شیر بپھر گیا ــــ بے بس ہو گیا۔ لوگ ہنستے، مضحکہ اڑاتے رہے۔ شیر کو پنجرے میں منتقل کر دیا گیا۔ پھر انسپکٹر کی نظریں اس مختصر الوجود شخص پر پڑیں، جو مسخرا پن کر کے وہاں لوگوں کو ہنسانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ شیر کی نقلیں اتار رہا تھا ــــ مضحکہ خیز نقلیں۔ لوگ ہنس رہے تھے۔

"چلو ــــ اب سڑک کی طرف چل کر وہاں کا حال دیکھیں۔" انسپکٹر نے کہا۔

بعد میں سمجھدار لوگوں نے تبصرہ کیا کہ لڑکے اور اس شیر نے جس طرح سنسنی پھیلائی اور لوگوں کو خوف زدہ کیا وہ قابل دید نظارہ تھا۔ اور وہ منظر بھی قابل دید تھا، جب وہ چھوٹا سا لڑکا ایک لمبے تڑنگے آدمی کے ساتھ پولیس کی ہیڈ کراس کی طرف جا رہا تھا۔

ٹم کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی سرسبز جنگل کی طرف جا رہا ہو۔ اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ راہ گیروں کی ٹانگیں اسے درختوں کے تنوں جیسی لگ رہی تھیں۔ اس کے ہاتھ پر انسپکٹر کی گرفت بے حد نرم تھی، اسی لئے وہ پہلے کی طرح خوف زدہ بھی نہیں تھا اور نہ ہی اس کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔

انسپکٹر اسے ایک کمرے میں لے گیا۔ وہاں ایک میز تھی اور چند کرسیاں۔ انسپکٹر نے اسے کرسی پر بٹھایا اور خود بھی بیٹھ گیا۔

"ہاں ٹم، اب مجھے بتاؤ۔ پنجرے کا دروازہ تم نے کھولا تھا؟" انسپکٹر نے پوچھا۔

"یس سر۔"

"کیوں؟"

"میں اُسے جنگل میں لے جانا چاہتا تھا" ٹم نے جواب دیا۔ "تاکہ وہ اچھا ہو جائے ــــ اور غلیظ کی زیادتیوں سے محفوظ رہے۔"

"یہ غلیظ کون ہے۔ اور شیر کے ساتھ کس طرح کی زیادتیاں کرتا ہے؟"

ٹم نے غلیظ کے متعلق تفصیل انسپکٹر کو سنا دی۔

"اوہ ــــ" انسپکٹر نے اس کی پوری بات سننے کے بعد کہا۔

"آپ نے تو سیمسن کو دیکھا ہے۔" ٹم بولا "اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ وہ بیمار ہے۔ اسے دہاڑنا چاہئے۔ ستانے والے پر حملہ کرنا چاہئے۔ لیکن وہ کچھ بھی نہیں کرتا۔ اسے تو غلیظ کو کھا جانا چاہئے تھا لیکن اُس نے نہیں کھایا۔ اس کی دُم کھینچی جاتی ہے اور وہ کچھ بھی نہیں کہتا۔ سیمسن اسی صورت میں صحت یاب ہو سکتا ہے کہ اسے جنگل میں لے جایا جائے۔"

"میں سمجھ گیا۔" انسپکٹر نے کہا اور ریسیور اٹھا کر ایک نمبر ملایا۔ اس دوران وہ ڈیسک پر پنسل بجاتا رہا۔ اس کی نگاہوں سے سختی جھلک رہی تھی۔ ٹم پھر خوف زدہ ہو گیا۔

"جو؟" انسپکٹر نے ماؤتھ پیس میں کہا "تم دس منٹ میں یہاں پہنچ جاؤ۔ اپنا شعبدوں کا پٹارا ساتھ لیتے آنا۔ میں بعد میں وضاحت کر دوں گا۔ سب کچھ سمجھا دوں گا تمہیں۔ فوراً چلے آؤ۔"

انسپکٹر نے ریسیور رکھ کر ایک بٹن دبایا اور ایک کاغذ پر کچھ لکھنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحے بعد ایک پولیس والا کمرے میں آیا۔ "یہ جان کے پاس لے جاؤ، اس پر اُس سے دستخط کرا کر لے آؤ۔" انسپکٹر نے کاغذ کا ٹکڑا پولیس والے کی طرف بڑھایا۔

پولیس والا رخصت ہو گیا۔

"آؤ ٹم، اب ہم باہر چل کر جو کا انتظار کریں۔" انسپکٹر نے ٹم سے کہا۔

"میرا کیا حشر ہو گا؟" ٹم نے پوچھا "کیا مجھے جیل جانا ہو گا؟"

انسپکٹر چند لمحے اسے بغور دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ٹم کے سر پر ہاتھ رکھ دیا "نہیں ٹم۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔" اس نے بے حد مہربان لہجے میں کہا "لیکن تمہیں کوئی تمغا بھی نہیں ملے گا۔ حالانکہ اتنا اچھا کام کرنے پر ملنا چاہئے۔ خیر، آؤ میرے ساتھ۔"

انسپکٹر ٹم کا ہاتھ تھام کر کمرے سے نکل آیا۔ باہر دھوپ ان کی منتظر تھی۔ احاطے میں کچھ لوگ ورزشوں میں مصروف تھے۔ انسپکٹر اور ٹم کھڑے انہیں دیکھتے رہے۔ پھر انہیں کار کے ہارن کی آواز سنائی دی۔ وہ پولیس اسٹیشن سے نکل آئے۔ انسپکٹر نے دروازہ کھولا اور پہلے ٹم کو کار میں بٹھایا۔ ڈرائیونگ وھیل پر سرخ چہرے والا ایک قوی الجثہ آدمی تھا۔

"ہیلو جو۔" انسپکٹر نے کہا "یہ ٹم ہے، میرا دوست۔"

"ہیلو ٹم۔" جو نے کہا "مجھے خوشی ہوئی کہ اب انسپکٹر کو دوستوں کے انتخاب کا سلیقہ آگیا ہے۔"

اسی وقت پولیس والا بھاگتا ہوا آیا۔ وہ ہانپ رہا تھا۔ اس نے کاغذ کا ٹکڑا انسپکٹر کی طرف بڑھا دیا، جو انسپکٹر نے کچھ دیر پہلے اُس کے ہاتھ بھجوایا تھا۔

"جان نے اعتراض تو نہیں کیا؟" انسپکٹر نے پولیس والے سے پوچھا۔

"ذرا بھی نہیں۔" پولیس والے نے ہنستے ہوئے کہا "جس وقت یہ واقعہ ہوا وہ خود بازار میں موجود تھا۔ اسے ایک گلی پر چڑھنا پڑا۔ اس کی ران میں سیکڑوں پھانسیں پیوست ہیں۔ وہ کہہ رہا تھا اگر تم سرکس کو آگ لگانے کا حکم نامہ لاتے تو میں اُس پر بھی دستخط کر دیتا۔"

انسپکٹر بھی ہنسنے لگا "چلو کام بن گیا۔" پھر وہ جو سے مخاطب ہوا۔ "چلو جو۔"

کار آگے بڑھ گئی "یہ شیر کا کیا قصہ ہے؟" جو نے پوچھا۔ "پورے قصبے میں اُسی کی باتیں ہو رہی ہیں۔"

"میں تمہیں اسی شیر کے پاس لے جا رہا ہوں۔" انسپکٹر نے کہا اور پھر ٹم سے بولا "جو، جانوروں کا ڈاکٹر ہے ٹم۔ جیسے انسانوں کے ڈاکٹر انسانوں کا بہت خیال رکھتے ہیں، اسی طرح یہ جانوروں سے محبت کرتا ہے، ان کا خیال رکھتا ہے۔"

ٹم جو میں دلچسپی لئے بغیر نہ رہ سکا "اوہ ــ تو آپ سیمسن کا علاج کریں گے۔ وہ ٹھیک ہو جائے گا نا؟" اس نے پوچھا۔

"تم فکر نہ کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" انسپکٹر نے اسے دلاسا دیا۔

جو بری طرح گڑبڑایا تھا مگر خاموش رہا۔ انسپکٹر کی آنکھوں کی التجا نے اسے کچھ کہنے نہ دیا۔

کار سرکس کے دروازے کے باہر رکی۔ قصبے میں زندگی معمول پر آگئی تھی۔ گہما گہمی پھر شروع ہو گئی تھی۔

"تم یہیں ٹھہرو ٹم۔ ہم ابھی آتے ہیں۔ زیادہ دیر نہیں لگے گی ہمیں۔" انسپکٹر نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

انسپکٹر اور جو چلے گئے۔ ٹم نے کھڑکی کا شیشہ گرا لیا۔ سرکس کی جانی پہچانی بو اس کے نتھنوں میں اتر گئی۔ اندر جانے کو اس کا دل بھی نہیں چاہا۔

○☆○

جانوروں کا ڈاکٹر جو، سیمسن کا معائنہ کر رہا تھا۔

"کیا خیال ہے؟" انسپکٹر نے اس سے پوچھا۔

"مجھے افسوس ہے، اور کوئی چارہ نہیں ہے۔" جو نے جواب دیا۔

"تم یہیں رکو۔" انسپکٹر نے کہا اور سرکس کے مالک کی تلاش میں نکل گیا۔ سرکس کے مالک کو اس نے حکم نامہ دکھایا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔" سرکس کے مالک نے احتجاج کیا "یہ غیر قانونی ہے۔ شیر بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ صرف اس لئے کہ ایک پاگل لڑکے نے اسے آزاد کر دیا، تم ــ نہیں ــ یہ تو کوئی جواز نہیں ہے۔ الفانسے ــ انسپکٹر کو بتاؤ۔ سیمسن بالکل ٹھیک ٹھاک ہے نا۔"

"شیر کی طرح مضبوط اور جان دار ہے وہ۔" الفانسے نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"تم غلیظ ہو۔" انسپکٹر نے الفانسے سے کہا۔ وہ حیران تھا۔ ٹم نے اس کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا پہلی ہی نظر میں حرف بہ حرف درست ثابت ہوا تھا۔ "تم ــ مردود، ایذا رساں، جنونی۔" انسپکٹر اس پر چڑھ دوڑا "اگر کسی دن کسی شیر نے تمہیں چیر پھاڑ کر ٹھکانے نہ لگایا تو کوئی شریف اور دردمند انسان ٹھوکریں مار مار کر تمہیں ضرور ہلاک کر دے گا۔ اور درست کرے گا۔"

غلیظ کا منہ فرطِ حیرت سے کھل گیا۔

"انسپکٹر ــ تمہیں اس طرح کی باتوں کا کوئی حق نہیں۔" سرکس کے مالک نے احتجاج کیا۔

"میں تمہیں بھی سمجھا رہا ہوں۔ اس شخص کو جانوروں کے قریب پھٹکنے بھی نہ دو۔ یہ بے رحم لوگوں کا کام نہیں۔" انسپکٹر نے بے حد خراب لہجے میں کہا اور واپس چل دیا۔ وہ پنجرے کے پاس گیا۔ ڈاکٹر اس وقت شیر کی ران سے سرنج کھینچ رہا تھا۔ شیر زمین پر پڑا تھا۔ اس کی ٹانگیں اکڑ گئی تھیں۔ سینے میں ذرا بھی جنبش نہیں تھی۔

دونوں دیر تک شیر کی لاش کو دیکھتے رہے۔

"یہ بے چارہ تو برسوں پہلے تباہ ہو چکا تھا۔" جو نے کہا۔

"بے چارہ درندہ۔" انسپکٹر نے کہا اور شیر کے بے حس و حرکت جسم کو بے حد نرمی سے سہلانے لگا "سیمسن ــ محبت کا یہ لمس ٹم کی طرف سے ہے۔ تمہارے لئے۔" اس نے پُر سوز لہجے میں کہا پھر وہ پلٹا اور کار کی طرف چل دیا۔

جو اور انسپکٹر دونوں ہی کو ٹم کی غیر معمولی خاموشی سے خوف آ رہا تھا۔ جو نے کار اسٹارٹ کی اور انسپکٹر نے ٹم کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔

"کیا ہوا؟" ٹم نے پوچھا۔

"سیمسن جنگل میں واپس چلا گیا ہے ٹم۔" انسپکٹر نے کہا۔ "ممکن ہے کسی دن جب تم جنگل میں کھیل رہے ہو تو وہ تمہیں دھوپ میں بڑی شان سے جنگل کے بادشاہ کی طرح کھڑا، دہاڑتا نظر آئے۔"

"ممکن ہے، وہ پتوں کے بستر پر آرام کر رہا ہو۔" ٹم نے امکان ظاہر کیا۔

"ہاں۔ یہ بھی ممکن ہے۔ تم خوش ہو نا ٹم؟"

"میں ــ میں بہت خوش ہوں۔" ٹم نے جواب دیا۔ انسپکٹر نے اسے بغور دیکھا اور طمانیت سے مسکرا دیا۔ ٹم واقعی بہت خوش تھا۔

A FRIEND FOR SAMSON
WALTER MACKEN